الأساس فی التفسیر: منہج واصطلاحات کا تجزیاتی مطالعہ

Al-Asas fi Tafsir: An Analytical Study of Methodology and Terminology

*عبد الرؤف

**ڈاکٹر جمیل احمد نتکانی

ABSTRACT:

The Quranic text has unity and coherence among its Ayyats and Surahs. Muslim commentators have different views about the unity and coherence of the Quran. Some commentators have a view that Surahs the Quran contains a variety of topics revealed on different oceans in twenty-three years of the prophethood of the holy prophet and are not necessarily related to a single theme. While others believe that the Quranic text has a coherence with the notion of the central theme of Surahs. Saeed Hawa is one of those scholars who has a special view about the coherence of the Quran, which he presented in his commentary on the Quran with a special methodology of analysis of textual relation (Munasbah) among the Surahs of the Holy Quran. With his methodology and special terminologies like Al-Qism (القسم), Al-Maqtah (المقطع), Al-Majmoah (المجموعہ), Al-Fiqrah (الفقرہ), etc. He has explained the coherence of the Quranic text. He used these terminologies in his magnum opus commentary of the Quran "Al-Asaas Fil Altafseer (الاساس فی التفسیر)". According to his view, Surah Fatiha is the central theme of the Quran and the remaining Surahs of the Quran are its explanation and are beautifully well-knitted with it. He has explained his idea of coherence of the Quran in his commentary with a clear and complete approach. He used the two methodologies of the commentary of the Quran Tafsir Bil Mathur (تفسیر بالماثور) and Tafseer Bil-Ra'y (تفسیر بالرائے) to elaborate his idea of coherence of the Quran.

KEYWORDS:

Coherence of the Quran, Al-Qism, Al-Maqtah, Al-Fiqrah, Al-Majmoah, Commentary, Al-Asaas fi al-Tafseer,

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

قرآن مجید آخری الہامی کتاب ہے اور انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کا آخری مستند ذریعہ ہے اس لیے اللہ تعالی نے اس کتاب میں علم و حکمت اور اسرار و غوامض کے گراں بہا موتی سمو دیئے ہیں کہ رہتی دنیا تک انسان ان سے آشنا ہوتا رہے اور اپنے شوق علم و جستجو کے مطابق ان سے فائدہ حاصل کرتا رہے۔ جس کی واضح دلیل یہ حدیث ہے، علماء کی طبیعت اس سے سیر نہیں ہوتی اور کثرت تلاوت سے پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائب نہ ختم ہونے والے ہیں۔[1]

قرآن مجید کے حوالے سے ہزاروں علوم و فنون پیدا ہوئے مثلا علم صرف، علم نحو، علم تفسیر، علم مناسبہ، علم بلاغہ، علم احکام، علم جغرافیہ وغیرہ۔ علم مناسبہ سے مراد وہ علم ہے جو قرآن حکیم کی آیات اور سورتوں کی ترتیب میں نظم اور ان میں باہمی ربط و تعلق کی نوعیت اور حکمت سے بحث کرتا ہے۔[2]

اس علم کی ضرورت اس حقیقت کے پیش نظر بڑھ جاتی ہے کہ مصحف کی موجودہ ترتیب نزولی نہیں بلکہ توقیفی ہے اس لیے آیات اور سورتوں میں نظم اور ارتباط کا سمجھنا ضروری ہے۔[3]

قرآن حکیم سے ہر نیا مفسر عہد جدید کے علمی تقاضوں اور تفہیم کے لیے اپنی ضروریات کے مطابق استفادہ تو کرتا ہے مگر اس کا تتبع نہیں کرتا کیونکہ وہ ایک مستقل حکمت اور لائحہ عمل رکھتا ہے جو غیر مبدل اور لایزال ہے[4] الغرض نزول قرآن کے ذریعہ بہت سے علوم کا بیش بہا خزانہ دریافت ہوا۔ ان میں سے ہی ایک اعجاز القرآن ہے جس کی ابتدا نزول وحی سے ہی شروع ہوگئی کہ قرآن نے اپنے منکرین کو چیلنج دیا کہ اس کی مثل ہے تو لے آؤ۔ قرآن کے اولین مخاطبین کے لیے قرآن کو سمجھنا کوئی مشکل نہیں تھا کیونکہ تمام قرآن گویا ان کی آنکھوں کے سامنے اتر رہا تھا۔ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے دور تک ایسے ہی حالات رہے۔ چنانچہ تیسری صدی ہجری تک اعجاز القرآن کی ابحاث میں اصل زور نظم آیات کے ادبی و بلاغتی پہلو ہی رہے جس کی مثال فرأدیلمی ۲۰۶ھ سے لے کر عمرو بن بحر بن محبوب الکنانی اللیثی المعروف بجاحظ اور ان سے لے کر ابو عبداللہ محمد بن مسلم دینوری المعروف بابن قتیبہ اور محمد بن یزید الواسطی تک کی کتب ہیں۔ اس کے بعد نظم قرآن سے مراد آیات و سور میں باہمی مناسبات اور روابط اور ان کے مجموعی سلسلہ پر غور و فکر سے شروع ہوا۔ جس کی ابتدا شیخ ابو بکر نیشاپوری نے کی۔[5] اس کے بعد ابو الفرح ہمدانی نے علم المناسبۃ لکھی[6] اور قاضی عبد الجبار اسد آبادی نے اسے باقاعدہ مستقل فن کی شکل دی۔ اس کے بعد عبد القاہر جرجانی اور امام زمخشری نے تفسیر الکشاف میں[7] اور قاضی ابو بکر ابن العربی نے اس کی آبیاری کی[8]۔ امام رازی کی تفسیر مفاتیح الغیب[9] اور ابو جعفر بن زبیر کی البرہان فی مناسبة ترتيب سور القرآن اہم تصانیف ہیں[10] اور امام برہان الدین بقاعی کی نظم الدرر في تناسب الآيات والسور اس فن کی سب سے اہم کتاب ہے[11] اس کے بعد علاؤ الدین مہائمی کی تفسیر تبصیر الرحمان و تيسيرالمنان[12] اور علامہ جلال الدین سیوطی کی اسرار التنزیل اور علامہ محمد بن الشربینی کی تفسیر السراج المنیر، علامہ محمود آلوسی کی تفسیر روح المعانی، جدید مصری شیخ محمد عبدہ اور سید رشید رضا اور محمد مصطفیٰ مراغی اور سید قطب

شہید کی تفاسیر بہترین نمونہ ہیں۔ انہیں کے شاگرد رشید شیخ سعید حویٰ کی تفسیر الاساس فی التفسیر بھی نظم کے حوالے سے اپنا مقام رکھتی ہے۔ برصغیر میں مولانا اشرف علی تھانوی کی تفسیر بیان القرآن اور مولانا حمید الدین فراہی کی تفسیر نظام القرآن اور ان کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی کی تدبر قرآن بھی نظم قرآن کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

برصغیر میں شاہ ولی اللہ مناسبات اور نظم قرآن پر اصولی بحث کرتے ہوئے اپنی کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر میں فرماتے ہیں، شریعت کے اسرار و رموز کو جاننے والا اس بات سے واقف ہے کہ انسانوں کی تربیت میں کون کون سی چیزیں بیان کرنی چاہیں، ساتھ ہی علوم پنجگانہ پر بھی اس کی نظر ہو تو یقیناً اسے اعتراف کرنا پڑے گا کہ قرآن میں ان علوم کو پیش کرنے کا جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے اس سے بہتر اور معیاری طریقہ کا انتخاب ممکن نہ تھا۔[13] نیز شاہ صاحب فرماتے ہیں قرآن کا اسلوب شروع سے آخر تک مکتوب یا پیغام کا سا انداز رکھتا ہے۔[14] برصغیر میں مولانا انور شاہ کشمیری قرآن حکیم کے اعجاز کے قائل ہیں۔[15] اسی طرح مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں روابط آیات و سور کو خاص اہمیت سے پیش کیا اور اس موضوع پر آپ نے اُردو میں "سبیل النجاح" رسالہ تحریر کیا۔[16] اسی طرح مولانا عبید اللہ سندھی بھی نظم قرآن کے قائل تھے، آپ فرماتے ہیں "میں نے شاہ ولی اللہ کی حکمت کی روشنی میں قرآن مجید کے چند مقاصد معین کیے ہیں پھر ان کے پیش نظر ہر صورت کے ایک خاص مرکزی مضمون کا تعین کیا ہے اور اس طرح سورتوں میں تسلسل قائم کرنے میں کامیاب ہو سکا ہوں"۔[17]

شیخ سعید حویٰ نظم قرآن کے حوالے سے اس مخصوص نظریہ کے حامل ہیں کہ قرآن کی اصل سورت فاتحہ ہے باقی پورا قرآن اس کی تفصیل میں ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ اصل ہے اور سورۃ بقرۃ کی پہلی بیس آیات اس کا مقدمہ ہیں باقی سورۃ بقرۃ اس مقدمہ کی تفصیل بیان کرتی ہے اور باقی قرآن سورۃ بقرۃ سے جڑا ہوا ہے۔ قرآن کا یہ نظریہ ان کی تفسیر میں جابجا قاری کو نظر آتا ہے۔ شیخ سعید حویٰ کے مطابق قرآن ظاہری اور باطنی طور پر نظم کا قائل ہے اور قرآن کی تمام سورتیں ظاہری طور پر اور باطنی طور پر آپس میں مربوط اور منظم ہیں۔ آپ اپنی تفسیر الاساس فی التفسیر میں منفرد انداز تفسیر اختیار کرتے ہیں قرآن مجید کی تقریباً ہر سورت کی تفسیر کے دوران مختلف تفسیری اصطلاحات مثلاً قسم، مقطع، فقرہ، مجموعہ کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ اور سورت کے ہر ایک حصہ کی وضاحت کرتے ہیں اور قرآن کی تفسیر کو ان اصطلاحات کے ذیل میں بڑی باریکی اور محنت سے بیان کرتے ہیں۔

شیخ سعید حویٰ اپنی تفسیر میں قرآن مجید کی سورتوں کو چار اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) قسم الطوال (۲) قسم المئین (۳) قسم المثانی (۴) قسم المفصل

شیخ سعید حویٰ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں قرآن مجید کے ان اقسام پر مشتمل ہونے کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پہلی سات طوال سورتوں کی انتہاء سورۃ براءۃ پر ہے۔ اور قسم مئین سورۃ القصص پر ختم ہوتی ہے۔

اور قسم المثانی سورۃ ق پر اور قسم المفصل سورۃ الناس پر ختم ہوئی ہے۔ نیز جب ہم معانی و مفاہیم کو بیان کرتے ہیں تو ہم اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ قسم ثانی، ثالث اور رابع کئی کئی سورتوں کے مجموعات پر مشتمل ہیں اور ہر مجموعہ اس قسم میں ایک اکائی کی حیثیت رکھتا ہے[18]۔

شیخ سعید حویٰ کی مختلف اصطلاحات

ذیل میں ہم شیخ سعید حویٰ کی مختلف اصطلاحات کی تفصیل بیان کرتے ہیں جو انہوں نے اپنی تفسیر میں استعمال کی ہیں۔

1۔ قسم:

شیخ سعید حویٰ کسی بھی سورۃ کی تقسیم میں سب سے پہلے "کلمه فی هذا القسم" کے عنوان سے قسم کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً

شیخ سعید حویٰ سورۃ بقرۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تتألف سورة البقرة- في اجتهادي- من مقدمة وثلاثة أقسام وخاتمة [19]

"میرے اجتہاد کے مطابق سورۃ بقرۃ مقدمہ اور تین اقسام اور خاتمہ پر مشتمل ہے"

اس جگہ شیخ سعید حویٰ سورۃ بقرۃ کو مقدمہ، تین اقسام اور خاتمہ میں تقسیم کرتے ہیں۔

مقدمہ: آیت نمبر 1 تا 20 پر مشتمل ہے۔[20]

قسم اول: آیت نمبر 21 تا 167 پر مشتمل ہے۔[21]

قسم ثانی: آیت نمبر 168 تا 207 پر مشتمل ہے۔[22]

قسم ثالث: آیت نمبر 208 تا 284 پر مشتمل ہے۔[23]

خاتمہ: آیت نمبر 285 تا 286 پر مشتمل ہے۔[24]

نیز یہ قسم کی لفظی تحدید اور معنوی اعتبار سے بھی وضاحت فرماتے ہیں۔ مثلاً شیخ سعید حویٰ سورۃ بقرۃ کی پہلی قسم کی ابتداء میں فرماتے ہیں۔

القسم الاول من اقسام سورة البقرة و يمتد من الاية ۲۱ الى نهاية الاية ۱٦۷۔[25]

"سورت بقرۃ کی اقسام میں سے پہلی قسم آیت نمبر ۲۱ سے آیت نمبر ۱٦۷ پر مشتمل ہے"

نیز پھر اس کی معنوی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثم يأتي القسم الأول مبتدئا بدعوة الناس لسلوك طريق العبادة والتوحيد كطريق موصل إلى التقوى، ثم يسير القسم ليناقش الكفر، وليعمق قضية السير في

التقوى، من خلال تأكيد طاعة الأمر واجتناب النهي، ومن خلال عرض الآثار الخطيرة لمخالفة الأمر والوقوع في النهي، ومن خلال عرض نماذج الانحراف في قصة بني إسرائيل، ومن خلال عرض نماذج الاستقامة في قصة إبراهيم عليه السلام. ولا ينتهي القسم إلا وتأكدت قضية التقوى وقضية السير فيها وقضية العبادة والتوحيد ومظاهر ذلك۔ [26]

"پہلی قسم لوگوں کو عبادت اور توحید کو اختیار کرنے کی دعوت دیتی ہے تاکہ تقویٰ حاصل ہو نیز امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیتی ہے اور اس کے خطرات و فوائد کی نشاندہی کرتی ہے اور مثالوں سے اس کی وضاحت پیش کرتی ہے"

اسی طرح دوسری اور تیسری قسم کی بھی معنوی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

ثم يأتي القسم الثاني: فيؤكد قضية التقوى، ويرسم طرائق التحقيق بها على مستوى الفرد وعلى مستوى الأمة، ويعمق مفهوم الشكر وطرائق الشكر، ولا نكاد ننتهي من هذا القسم إلا وقد وضحت قضية التقوى وقضية العبادة وقضية الشكر، وقضية الصراط المستقيم وقضية الانحراف عنه، واتجاهات المنحرفين، وخلال ذلك يتم الكلام عن كل أركان الإسلام: الإيمان والصلاة، والزكاة، والصوم، والحج، فتصبح أرضية النفس والقلب والعقل جاهزة للسير في الإسلام كله ۔ [27]

"دوسری قسم تقویٰ کی تاکید پر مشتمل ہے نیز تقویٰ، شکر، عبادات کے احکام بمع امثلہ پر مشتمل ہے اور اس سے متعلقہ ارکان اسلام ایمان، نماز، زکاۃ، روزہ، حج کی تفصیل بیان کرتی ہے۔ تاکہ انسان عقل سلیم اور دل وجان سے اسلام سے بہرہ ور ہو سکے۔"

وهاهنا يأتي القسم الثالث: داعيا إلى الدخول في الإسلام كله فيعرض قضايا في الحرب والعلاقات الاجتماعية في محيط الأسرة وغيرها ويعرض أمهات في قضايا السياسة والاقتصاد ۔ [28]

"تیسری قسم اسلام کی دعوت پر مشتمل ہے اور اس دعوت سے متعلقہ سیاسی، عسکری اور اقتصادی مسائل کے احکام پر مشتمل ہے۔"

شیخ سعید حویٰ نے سورت بقرۃ کو مضامین کے اعتبار سے تین اقسام میں تقسیم کر دیا ہے پہلے حصے میں توحید اور تقویٰ کو اپنانے کی دعوت دی ہے دوسرے حصے میں اس تقویٰ کے ذرائع بیان کیے ہیں اور تیسرے حصے میں اسلام کی دعوت دی ہے تاکہ انسانیت کی مکمل رہنمائی ہو سکے اور انسان اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کر سکے اور دنیا و آخرت کی کامیابیاں حاصل کر سکے۔

شیخ سعید حویٰ درج ذیل تینوں اقسام میں پوری سورۃ کے تمام مضامین کو بیان کرتے ہیں نیز ان کا آپس میں ربط و تعلق بھی واضح کر دیتے ہیں کہ کس طرح ایک قسم دوسری قسم اور دوسری تیسری سے مربوط اور منظم رہتی ہے۔ اسی طرح باقی قرآن کی سورتوں کو بھی مختلف اقسام میں تقسیم کر کے ان کی لفظی و معنوی تفسیر و ربط بیان کرتے ہیں اور تفصیل سے ان کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔

2۔ المقطع:

شیخ سعید حویٰ اپنی کتاب الاساس فی التفسیر میں قرآن کی تفسیر بیان کرتے ہوئے دوسری اصطلاح "المقطع" استعمال کرتے ہیں اس کے بارے میں اپنی کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

وكلمة مقطع أوسع من كلمة فقرة ونستعلمها حيث تكون الآيات ذات الموضوع الواحد كثيرة

اور "مقطع" زیادہ وسیع ہے اور یہ ایک موضوع پر کئی آیات کی تفصیل پر مشتمل ہے اور یہ فقرہ سے زیادہ وسیع ہے

اس کی مثال یہ ہے کہ شیخ سعید حویٰ سورۃ بقرہ کی قسم اول کو چھ مقاطع اور قسم ثانی کو تین مقاطع اور قسم ثالث کو دو مقاطع میں تقسیم کرتا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قسم اول:

مقطع اول: آیت نمبر ۲۱۔۲۹[29] (یہ مقطع غیر مسلموں کو دعوت دینے اور حجت قائم کرنے پر مشتمل ہے)

مقطع ثانی: آیت نمبر ۳۰۔۳۹[30] (یہ مقطع امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی مثال پر مشتمل ہے)

مقطع ثالث: آیت نمبر ۴۰۔۱۲۳[31] (یہ مقطع گذشتہ اقوام کی غیر فرمانبرداری کی مثالوں پر مشتمل ہیں)

مقطع رابع: آیت نمبر ۱۲۴۔ ۱۴۱۔[32] (یہ مقطع فرمانبرداری کرنے والوں مثلاً حضرت ابراھیم کے احوال پر مشتمل ہے)

مقطع خامس: آیت نمبر ۱۴۲۔ ۱۵۲۔[33] (یہ مقطع مسلمانوں کے قبلہ کے احکام پر مشتمل ہے)

مقطع سادس: آیت نمبر ۱۵۳۔۱۶۷۔[34] (یہ مقطع توحید کی دعوت پر مشتمل ہے)

قسم ثانی

مقطع اول: آیت نمبر ۱۶۸۔۱۷۷۔[35] (یہ مقطع نیکی کے حکم پر مشتمل ہے)

مقطع ثانی: آیت نمبر ۱۷۸۔ ۱۸۲۔[36] (یہ مقطع قصاص اور وصیت پر مشتمل ہے)

مقطع ثالث: آیت نمبر ۱۸۳۔۲۰۷۔[37] (یہ مقطع تقویٰ کے فضائل پر مشتمل ہے)

قسم ثالث

مقطع اول: آیت نمبر ۲۰۸۔۲۵۳۔[38] (یہ مقطع دعوت اسلام پر مشتمل ہے)

مقطع ثانی: آیت نمبر ۲۵۴۔۲۸۴۔[39] (یہ مقطع اسلام کے اقتصادی نظام پر مشتمل ہے)

اسی طرح شیخ سعید حویٰ بعض مقامات پر ان مقاطع کے بارے میں معنوی وضاحت بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً

فهذا المقطع كان دعوة وإقامة حجة ۔[40]

یہ مقطع دعوت اور حجت قائم کرنے کے لئے ہے۔

رأينا أن المقطع الثالث- مقطع خطاب بني إسرائيل ۔[41]

ہم نے دیکھا کہ مقطع ثالث بنی اسرائیل سے خطاب کا مقطع ہے۔

نیز بعض مقامات پر "مدخل الی المقطع" کے تحت مقطع کی ابتداء بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً

يمتد مدخل المقطع من الآية (40) إلى نهاية الآية (46) ۔[42]

مقطع کے مدخل کی ابتداء آیت نمبر ۴۰ سے لے کر آیت نمبر ۴۶ تک ہے۔

3۔ الفقرہ:

شیخ سعید حویٰ اپنی تفسیر الاساس فی التفسیر میں دوران تفسیر تیسری اصطلاح "الفقرہ" استعمال کرتے ہیں اس کی وضاحت کے بارے میں مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

وكلمة فقرة أوسع من كلمة مجموعة ونستعملها عند ما يكون عندنا مقطع ذو موضوع واحد ولكنه يتألف من مجموعة معان رئيسية فنستعمل لكل معنى رئيسي في المقطع كلمة فقرة ۔[43]

اور "فقره" "مجموعة" سے زیادہ وسیع ہے۔ اور اسے ہم اس وقت استعمال کرتے ہیں جب ہمارے پاس ایک ہی موضوع کئی باتوں پر گفتگو ہو تو ہر بات کو الگ الگ بیان کرنے کے لیے اسے استعمال کرتے ہیں لیکن وہاں ہم علیحدہ "مجموعه معانی الرئيسيه" لکھتے ہیں اور ہم ہر قسم کے معانی کو اسی کلمہ "فقرہ" میں بیان کرتے ہیں۔

مثلاً شیخ سعید حویٰ فرماتے ہیں:

بدأت الفقرة الأولى من هذا المقطع بالدعوة إلى عبادة الله وتوحيده وجاءت الفقرة الثانية فزادتنا تعريفا على الله ثم جاءت الفقرة الثالثة فناقشت الكافرين بالله، وأقامت عليهم الحجة من خلال ظاهرتي الحياة والعناية۔[44]

اس مقطع کا پہلا فقرہ اللہ کی عبادت اور اس کی توحید کی طرف دعوت دیتا ہے۔ پھر دوسرا فقرہ اللہ کی تعریف زیادہ سے زیادہ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ پھر تیسرا فقرہ اللہ کا کفار کے ساتھ مناقشہ کو بیان کرتا ہے جس میں اللہ نے ان پر حجت قائم کی ہے کہ اللہ نے انہیں یہ زندگی اور عنایات عطا کی ہیں۔

4۔ المجموعۃ:

شیخ سعید حویٰ اپنی تفسیر الاساس فی التفسیر میں چوتھی اصطلاح "المجموعۃ" کی استعمال کرتے ہیں۔ شیخ سعید حویٰ اپنی کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

وكلمة مجموعة أضيق من كلمة فقرة، ونستعملها إذا كان في الفقرة داخل المقطع أكثر من معنى يحسن أن نشرحه منفصلا عما قبله وعما بعده ۔ 45

اور مجموعہ ان مسائل پر مشتمل ہوتا ہے جن کا سیاق وسباق بیان کرنے کی ضرورت ہو اس مسئلے کی تفصیل مجموعہ کے تحت بیان کی جاتی ہے۔

یعنی اور کلمہ "مجموعہ" یہ زیادہ مخصوص اور مختصر ہے کلمہ "فقرہ" سے اور اسے ہم اس وقت استعمال کرتے ہیں جب فقرہ میں موجود مقطع میں ایسے الفاظ موجود ہوں کہ جن کے معانی کی وضاحت تفصیل کے ساتھ بیان کرنی مقصود ہو یعنی ہمارے نزدیک اس سے ما قبل اور مابعد کی تفصیل سے وضاحت کرنی مقصود ہو۔

شیخ سعید حویٰ سورت بقرہ کی آیت نمبر ۹۷ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے "كلمة في هذه المجموعة وسياقها" کے تحت فرماتے ہیں۔ مثلاً

في هذه المجموعة حوار مباشر مع اليهود في قضية الإيمان بالقرآن، ومناقشة الصوارف التي يطرحونها، وإقامة حجة عليهم فيها من خلال مجموعة الأمور التي تدل على أن هذا الموقف الظالم هو استمرار لمواقف ظالمة أخرى ۔ 46

اس مجموعہ میں یہود کے ساتھ ایمان بالقرآن کے مسئلے پر دلائل بیان کیے گئے ہیں اور وہ دلائل کھول کھول کر بیان کیے گئے ہیں۔ جنہیں یہود نے ترک کر دیا۔ اور دیگر تمام امور کے بارے میں بھی حجت قائم کر دی گئی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس بات پر ڈٹے رہنا ظلم ہے اور یہ یہود کے دیگر مظالم کی طرح ایک ظلم ہے جو وہ شروع سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔

اسی طرح بعض مقامات پر اس کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں

والفقرة مع تعانق معانيها فإنها تكاد تنقسم إلى ثلاث مجموعات، كل مجموعة فيها درس، بل دروس ۔ 47

اور فقرہ اپنے معانی کی موافقت کے ساتھ پس بے شک یہ فقرہ تین مجموعات میں تقسیم ہوتا ہے۔

ہر مجموعہ میں درس بلکہ کئی کئی دروس یعنی اسباق موجود ہیں۔

شیخ سعید حویٰ اپنی تفسیر میں سب سے پہلے القسم کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اور کسی بھی سورۃ کو چند اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔ پھر ہر قسم کو مقاطع میں تقسیم کرتے ہیں پھر ہر مقطع کو کئی فقروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پھر فقرہ کو کئی مجموعوں میں تقسیم کرتے ہیں اس طرح ہر مجموعہ میں الگ الگ مضامین بیان کرتے ہیں۔ اس طرز تفسیر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قسم کئی مقاطع پر مشتمل ہوتی ہے اور مقطع کئی فقروں پر اور فقرہ کئی مجموعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ نیز بعض مقامات پر مجموعہ ہی میں تمام وضاحتیں بیان ہوتی ہیں۔

شیخ سعید حویٰ کا منہج تفسیر

ذیل میں ہم شیخ سعید حویٰ کا منہج تفسیر بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی اس تفسیر میں کس طرح تفسیر قرآن کو بیان کرتے ہیں۔ شیخ سعید حویٰ سب سے پہلے جس سورۃ کی تفسیر بیان کرتے ہیں اسے اقسام میں تقسیم کرتے ہیں پھر قسم کئی مقاطع میں تقسیم کرتے ہیں پھر مقطع کو کئی فقروں میں تقسیم کرتے ہیں پھر فقرہ کو کئی مجموعوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر مجموعے میں درج ذیل عنوانات کے تحت تفسیر بیان کرتے ہیں۔

1۔ المعانی العامۃ والکلیۃ:

سورت کا عام طور پر اور خاص طور پر کسی چیز پر مشتمل ہونا یعنی سورت کا عموم اور خصوص کس چیز پر مشتمل ہونے پر دلالت کرتا ہے اس کو اس عنوان کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔

شیخ سعید حویٰ قرآن کریم کی جس بھی سورۃ کی تفسیر شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے **"المعانی العامہ"** اور بعض مقام پر **"المعانی العامۃ والکلیۃ"** کا عنوان دیتے ہیں۔ اس عنوان کے تحت شیخ سعید حویٰ اس سورت کے مضمون اور مقاصد کو بیان کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر شیخ سعید حویٰ سورۃ فاتحہ کی تفسیر کے دوران "المعانی العامة و الكلية "کا عنوان دے کر فرماتے ہیں:

> إذ كانت الفاتحة هي مقدمة القرآن فقد تجمعت فيها مقاصده ومعانيه. فالقرآن يدور حديثه حول العقائد والعبادات ومناهج الحياة، وقد بدأت السورة بذكر العقائد وثنت بالعبادات وثلثت بمناهج الحياة۔ [48]

سورۃ فاتحہ قرآن کا مقدمہ ہے اس میں قرآن کے مقاصد اور معانی جمع کر دیے گئے ہیں قرآن کا حکم عقائد، عبادات اور زندگی گزارنے کے اسلوب پر مشتمل ہے۔ اس سورت کی ابتداء عقائد کو

ذکر کرنے سے شروع ہوتی ہے اور دوسرا حصہ عبادات پر مشتمل ہے اور تیسرا حصہ منہج حیات پر مشتمل ہے۔

آگے سعید حویٰ اس سورت کی تفصیل میں فرماتے ہیں کہ اس کی دوسری، تیسری اور چوتھی آیات عقائد پر مشتمل ہیں اس کا دوسرا حصہ عبادات کے متعلق ہے یعنی پانچویں آیت عبادت کے بارے میں ہے اور اس کا تیسرا حصہ یعنی اس کی چھٹی اور ساتویں آیات زندگی گزارنے کے اسلوب کے متعلق ہیں۔ قرآن سب سے پہلے عقیدے کی دعوت دیتا ہے پھر عبادت کی اور پھر زندگی بسر کرنے کے اسلوب کی دعوت دیتا ہے۔

اسی طرح قرآن کی بقیہ سورتوں کی تفسیر بیان کرتے وقت بھی اسی طرح سورۃ کا مضمون اور مقاصد بیان کرتے ہیں۔

2۔ المعنی الحرفی:

شیخ سعید حویٰ المعنی الحرفی کی اصطلاح کے تحت اس آیت کے مختلف الفاظ کے معانی و مطالب اور دیگر وضاحتوں کو بیان کرتے ہیں۔ نیز اس بارے میں مفسرین کے اقوال، لغت، نحو، صرف، علم الکلام، منطق وغیرہ کو بھی بیان کرتے ہیں۔ الغرض اس آیت کے متعلق کوئی بھی اہم بات ہو اسے المعنی الحرفی کے تحت بیان کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱، ۲ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے المعنی الحرفی کے عنوان کے تحت بیان فرماتے ہیں۔

القيوم: هو القائم بذاته فلا يحتاج إلى موجد، ولا إلى محل، ولا إلى ذات أخرى، والقيوم هو الذي يفتقر إليه غيره حتى يقوم. والمعنى: أنه لا معبود بحق في الوجود إلا هو، المتصف بالحياة التي ليس كمثلها شئ، المتصف بالقيومية، فهو قائم بنفسه، وغيره قائم به مفتقر إليه۔ 49

القیوم: جو قائم بالذات ہے اور جو کسی موجد کا، نہ کسی محل اور نہ کسی دوسری ذات کا محتاج ہے اور "القیوم" وہ ذات ہے جس کی تمام کائنات اور دوسری تمام ذاتیں اپنے قیام میں محتاج ہیں اور اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں اس جیسی کسی کی زندگی نہیں یعنی وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اور وہ ہمیشہ سے قائم ہے اور کسی کا محتاج نہیں بلکہ ساری کائنات اس کی محتاج ہے۔

3۔ فائدہ:

شیخ سعید حویٰ فائدہ کے عنوان کے تحت قرآن کے اس متعلقہ حصہ فائدے کو بیان کرتے ہیں بعض مقامات پر فائدہ کے تحت گزشتہ آیات سے اخذ شدہ فائدہ کو بیان کرتے ہیں۔

سورۃ فاتحہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے شیخ سعید حویٰ "فوائد" کے عنوان کے تحت چھ فوائد مختلف عنوانات کے تحت بیان کرتے ہیں۔[50] نیز اس طرح سورۃ بقرہ اور دوسری سورتوں کی تفسیر میں مختلف مقامات پر فائدہ یا فوائد کے عنوانات میں بہت ساری چیزیں بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 177 کے تحت فوائد کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں۔

تبين من الآية أن البر: 1 - إيمان 2 - وإنفاق مما يحب 3 - وإقام صلاة 4 - وإيتاء زكاة 5 - ووفاء عهد 6 - وصبر على كل حال وفي كل حال. فمن اجتمعت له هذه الأمور فقد حصل البر والصدق والتقوى والإيمان. ومن أخل بشيء من هذا فهو إخلال بالبر والتقوى والصدق والإيمان۔ [51]

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نیکی یہ ہے:

ا۔ ایمان لانا، 2۔ اپنی پسندیدہ چیزوں کو خرچ کرنا، 3۔ نماز قائم کرنا، 4۔ زکوۃ ادا کرنا، 5۔ عہد پورا کرنا، 6۔ ہر حالت میں اور ہر حال میں صبر کرنا؛ پس جس شخص میں یہ باتیں جمع ہو گئیں اس نے بر، صدق، تقویٰ اور ایمان کو پالیا اور جو ان چیزوں سے خالی ہے پس وہ بر، تقویٰ، صدق اور ایمان سے بھی خالی ہے۔

4۔ فصول شتی:

شیخ سعید حویٰ اپنی تفسیر میں قرآن مجید کے متعلقہ حصہ میں جتنے مسائل پائے جاتے ہیں ان کو فصول کے تحت الگ الگ بیان کرتے ہیں۔ مثلاً شیخ سعید حویٰ سورۃ فاتحہ کے تحت فصول شئی کے عنوان کے تحت دس فصلیں قائم کرتے ہیں اور ان میں مختلف مسائل کو الگ الگ بیان کرتے ہیں۔[52]

اسی طرح قرآن کے مختلف حصوں کی تفسیر کے دوران اس عنوان سے مختلف فصلیں قائم کر کے مسائل پر بحث کرتے ہیں۔

5۔ کلمۃ فی السیاق:

شیخ سعید حویٰ اپنی تفسیر کے دوران "کلمۃ فی السیاق" کے عنوان کے تحت ایک مجموعہ کا گزشتہ مجموعہ سے، ایک فقرہ کا دوسرے فقرہ سے، ایک مقطع کا دوسرے مقطع سے، ایک سورۃ کا دوسری سورت سے ربط بیان کرتے ہیں اور سیاق وسباق کو واضح کرتے ہیں۔ سورۃ بقرہ کے مقدمہ کا سورۃ فاتحہ سے ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جاءت مقدمة سورة البقرة بعد سورة الفاتحة مباشرة فأرتنا النموذج الذي ينبغي أن نكونه، وعرفتنا على نموذجين لا ينبغي أن نكون من أهلهما، ولنلاحظ خاتمة سورة الفاتحة ۔ [53]

سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ کا مقدمہ آیا ہے جو اسے ملاتا ہے۔ ہم کئی مثالیں دیکھتے ہیں جن سے ہمیں واضح پتہ چلتا ہے کہ یہ باتیں سورۃ فاتحہ میں بھی مذکور ہیں اور کئی ایسی مثالیں بھی ہیں کہ بہت ساری باتیں ان میں سے نہیں بھی آتی۔ اب ہم اگر سورۃ فاتحہ کے خاتمہ کو دیکھیں تو وہ سورۃ بقرہ کے مقدمے سے جڑا ہوا ہے۔

6۔ اسباب نزول:

شیخ سعید حویٰ اپنی تفسیر میں "اسباب نزول" کے عنوان کے تحت بعض مقامات پر قرآن کی آیات کے اسباب نزول پر بحث کرتے ہیں اور انہیں بیان کرتے ہیں۔ اور اس بارے میں محدثین اور مفسرین کے اقوال و احادیث رسول ﷺ پیش کرتے ہیں۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 189 (یسئلونک عن الاھلة) کے تحت فرماتے ہیں:

قال معاذ بن جبل: يا رسول الله. ما بال الهلال يبدو دقيقا مثل الخيط ثم يزيد حتى يمتلئ. ثم لا يزال ينقص حتى يعود كما بدأ، لا يكون على حالة واحدة كالشمس. فنزل: يَسْئَلُونَكَ۔ [54]

معاذ بن جبل نے فرمایا اے اللہ کے رسول چاند کا کیا حال ہے کہ یہ ایک لکیر کی طرح ظاہر ہوتا ہے پھر بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ مکمل ہو جاتا ہے پھر کم ہونا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اپنی پہلی حالت پر پہنچ جاتا ہے سورج کی طرح ایک حالت پر کیوں نہیں رہتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ [55]

7۔ التفسیر:

شیخ سعید حویٰ قرآن پاک کی تفسیر کرتے ہوئے التفسیر کے تحت اس حصے کے ایک ایک لفظ و جملہ کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ اس حصہ میں الفاظ معانی، محذوف عبارتیں، واقعات، اقوال بیان کرتے ہیں اور آخر میں اپنی رائے کا اظہار بھی فرماتے ہیں۔

سورۃ بقرہ کی آیت پر 79 (فویل للذین یکتبون۔۔۔) کی تفسیر کرتے ہوئے التفسیر کے عنوان کے تحت ویل کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس: «الويل المشقة من العذاب» .. وقال الخليل بن أحمد: الويل شدة الشر. وقال سيبويه: ويل لمن وقع في الهلكة، وويح لمن أشرف عليها وقال بعضهم: الويل الحزن۔ [56]

حضرت ابن عباس سے روایت ہے "ویل سے مراد عذاب کی سختی ہے۔" خلیل بن احمد کہتے ہیں "ویل سے مراد شر کی شدت ہے"۔ سیبویہ کہتے ہیں "جو شخص ہلاکت میں گرا اس کے لئے ویل

ہے اور وتح ہے اس شخص کے لئے جو عزت پا گیا اور ان میں سے بعض کہتے ہیں ویل سے مراد غم ہے۔"

8- الدرس:

اسی طرح بعض مقامات پر شیخ سعید حویٰ "التفسیر" کے عنوان کے تحت اس فقرہ سے حاصل ہونے والے اسباق کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے کے لئے "الدرس" کا عنوان بھی دیتے ہیں تاکہ قاری کے لئے اس سے سبق واضح ہو جائے۔
شیخ سعید حویٰ سورت بقرہ کی آیت نمبر ۸۳ (و اذ اخذنا میثق بنی اسرائیل۔۔۔) کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

تعطينا هذه الفقرة درسين من خلال موقفين لليهود لهما علاقة بالعهود المأخوذة عليهم وموقفهم منها ـ [57]

یہ فقرہ ہمیں یہود کے عہد کے بارے میں دو اسباق دیتا ہے۔ جو عہد ان یہودیوں سے لیے گئے اور ان کا موقف ان کے بارے میں کیا ہے

9- فوائد و مسائل:

اسی طرح بعض مقامات پر شیخ سعید حویٰ فوائد و مسائل یا صرف مسائل کا عنوان دیتے ہیں اور اس کے تحت مختلف فقہاو مفسرین کے اقوال نقل کرتے ہیں اور ان کے اقوال میں موجود اختلاف کو بیان کرتے ہیں اور ان میں راجح قول کی وضاحت فرماتے ہیں۔ شیخ سعید حویٰ سورت بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۴ (قَدۡ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِى السَّمَآءِ) کی تفسیر فرماتے ہوئے مسائل کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں۔ مثلا

قال القرطبي: «لا خلاف بين العلماء أن الكعبة قبلة في كل أفق، وأجمعوا على أن من شاهدها وعاينها فرض عليه استقبالها. وأنه إن ترك استقبالها وهو معاين لها وعالم بجهتها فلا صلاة له. وعليه إعادة كل ما صلى ـ [58]

امام قرطبی فرماتے ہیں: علما میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ کعبہ ہر سمت میں قبلہ ہے اور اس بات پر بھی علما کا اجماع ہے کہ جو بھی بیت اللہ میں حاضر ہوا اور اس نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس پر قبلہ رخ ہونا لازم ہے اگر وہ اس کی سمت کو جانتے ہوئے ترک کرتا ہے تو اس کی نماز نہیں اور اس نے جتنی بھی نماز پڑھی ہے اس کا اعادہ کرے گا۔

10- شبهة:

اسی طرح بعض مقامات پر شیخ سعید حویٰ شبهة عنوان دیتے ہیں اور اس کے تحت عوام میں موجود غلط شبہات کی نشاندہی کرتے ہیں اور ان کا رد بھی پیش کرتے ہیں۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۸ کے تحت لکھتے ہیں مثلا

یحاول بعض الخبثاء؛ وبعض الجاهلين أن ينسفوا التشريع الإسلامي بحجة كثرة الأقوال والمذاهب في بعض المسائل. والجواب--- [59]

بعض خبیث اور جاہل لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کو منسوخ کر دیا جائے ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہوتی ہے کہ ان مسائل میں بہت سارے اقوال اور مذاہب پائے جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے---

اور آگے اس قسم کے اعتراضات بمع جوابات نقل کرتے ہیں۔

11-اتجاهات المفسرین:

اسی طرح بعض مقامات پر سعید حویٰ قرآن سے اخذ شدہ مسائل کے بارے میں مفسرین کے اقوال و مذاہب کو بیان کرنے کے لیے اتجاهات المفسرین کا عنوان دیتے ہیں۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۰ کے تحت وصیت کے بارے میں مفسرین کے اقوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں مثلا

هل الآية الأولى في هذه الفقرة منسوخة بآية المواريث الموجودة في سورة النساء؟ أو أن آية المواريث مفسرة لها؟ أو أن آية المواريث إنما رفعت حكم بعض أفراد ما دل عليه عموم آية الوصية؟. ثلاثة أقوال في الآية، الذي عليه عامة الفقهاء هو الأول. والذي نقله الرازي عن أبي مسلم الأصفهاني هو الثاني ثم قال أي الرازي: (وهو قول أكثر المفسرين، والمعتبرين من الفقهاء). والقول الثالث ذهب إليه الكثير، منهم ابن عباس، والحسن، ومسروق، وطاوس، والضحاك، ومسلم بن يسار، والعلاء بن زياد، وغيرهم [60]

کیا اس فقرہ کی پہلی آیت سورت نساء میں موجود آیت مواریث سے منسوخ ہے ؟ یا آیت مواریث اس کی تفسیر میں ہے ؟ یا آیت مواریث بعض افراد سے اس حکم کو ختم کر رہی ہے جو وصیت والی آیت میں موجود ہے ؟ اس آیت کے بارے میں فقہاء کے تین اقوال ہیں۔ پہلے قول پر عام فقہاء ہیں اور امام رازی نے امام مسلم سے جو نقل کیا ہے وہ دوسرا قول ہے اور ابن عباس، حسن، مسروق، طاؤس، ضحاک، اور مسلم بن یسار تیسرے قول کے قائل ہیں اور یہی اکثر مفسرین اور فقہاء کا قول ہے۔

نتائج:

اس آرٹیکل سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں

1۔ شیخ سعید حویٰ کا منہج تفسیر نہایت عمدہ اور شائستہ ہے۔

2۔ ابتدائی طالب علم سے لے کر ماہر عالم تک ہر قسم کا شخص اس تفسیر کا مطالعہ آسانی سے کر سکتا ہے

3۔ مختلف اصطلاحات کے ذریعے قرآن کی تمام سورتوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور ہر ہر حصے کی الگ الگ وضاحت بیان کر دی گئی ہے۔

4۔ نظم قرآن کے حوالے سے ایک جدید نظریہ متعارف کرایا گیا ہے۔

5۔ تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرائے کا حسین امتزاج ہے۔ جدید مسائل پر خوب توجہ دی گئی ہے۔

6۔ علماء اور محققین کے لیے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل القرآن، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1975ء، رقم: 2906، 172/5

2۔ مناع خلیل قطان، مباحث فی علوم القرآن، مکتبہ وھبہ، القاہرہ، مصر، 2000م، ص92

3 ۔ صبحی الصالح، ڈاکٹر، مباحث فی علوم القرآن، دار العلم، بیروت، لبنان، 1977م، ص170

4۔ الطاف جاوید، انقلاب مکہ اور فہم القرآن کے جدید مناہج، لاہور، نگارشات، 1996ء، ص1

5۔ مصطفی الصادق الرافعی، اعجاز القرآن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی، 2000، ص277

6۔ عبد الصمد الصارم الازھری، تاریخ التفسیر، ادارہ علمیہ، انار کلی، لاہور، 1966ء، ص133

7۔ شوقی ضیف، ڈاکٹر، البلاغہ تطور و تاریخ، دار المعارف، القاہرہ، مصر، 1995، ص220

8۔ مناع خلیل قطان، مباحث فی علوم القرآن، ص97

9۔ الرازی، فخر الدین، تفسیر الکبیر ومفاتیح الغیب، دار الفکر للطباعۃ، لبنان، بیروت، 1981، 564/2

10۔ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1982، 267/2

11۔ مصطفی الصادق الرافعی، اعجاز القرآن، ص277

12۔ المھائمی، علامہ علاؤ الدین علی بن احمد بن ابراھیم، تبصیر الرحمن وتیسیر المنان، عالم الکتب، بیروت، لبنان، 1983، 2/1

13۔ شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، دار الغوثانی للدراسات القرآنیۃ، دمشق، الطبعۃ الاولی 2008، ص103

14۔ ایضاً۔

15۔ محمد یوسف بنوری، یتیمۃ البیان فی شئ من علوم القرآن، مجلس علمی، جمال پریس، دہلی، 1971، ص67

16۔ عبد الباری، جامع المجددین، مکتبہ الاشرفیہ، لاہور، 2002، ص90

17۔ عبید اللہ سندھی، شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ، سندھ ساگر اکادمی، لاہور، 2002، ص96

18۔ سعید حویٰ، الاساس فی التفسیر، مکتبہ دار السلام للنشر والتوزیع والترجمۃ، القاہرہ، مصر، 2009، 19/1

19۔سعید حویٰ، الاساس فی التفسیر،1/34

20۔ایضاً

21۔ایضاً

22۔ایضاً، 1/185

23۔ایضاً، 1/244

24۔ایضاً، 1/333

25۔ایضاً، 1/30

26۔ایضاً، 1/35

27۔ایضاً، 1/35

28۔ایضاً، 1/36

29۔ایضاً، 1/50

30۔ایضاً، 1/60

31۔ایضاً، 1/71

32۔ایضاً، 1/134

33۔ایضاً، 1/152

34۔ایضاً، 1/167

35۔ایضاً، 1/186

36۔ایضاً، 1/201

37۔ایضاً، 1/207

38۔ایضاً، 1/244

39۔ایضاً، 1/294

40۔ایضاً، 1/50

41۔ایضاً، 1/119

42۔ایضاً، 1/72

43۔ایضاً، 1/19

44۔ایضاً، 1/54

45۔ایضاً، 1/19

46۔ایضاً، 1/97

47۔ایضاً، 1/95

48۔ایضاً، 1/21

49۔ ایضاً، 348/1

50۔ ایضاً، 27-28/1

51۔ ایضاً، 198/1

52۔ ایضاً، 24-27/1

53۔ ایضاً، 48/1

54۔ ایضاً، 221/1

55۔ ایضاً، 221/1

56۔ ایضاً، 88/1

57۔ ایضاً، 91-92/1

58۔ ایضاً، 162/1

59۔ ایضاً، 204/1

60۔ ایضاً، 205/1